بقیہ مضمون

بُغض و تہاجر

(جو نمبر ۱۲ جلد ۸ سے شروع ہے)

تمسک احادیث و آثار مین اہل تباغض کی غلطی کا بیان

پانچوین حدیث (الحب للہ والبغض للہ) مین ان حضرات سے (علاوہ اس غلطی کے جو نمبر ۱۲ جلد ۸ مین بصفحہ ۳۷۲ بیان ہوئی ہے) ایک غلطی یا مغالطہ وہی یہ ہوتی ہے کہ وہ ایک بدہی کی نظر سے دست آویز جزو دوم حدیث مذکور ایک شخص جس سے انکی کوئی ذاتی غرض ہو

عن سہل بن سعد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیردن علی اقوام اعرفہم ویعرفونی ثم یحال بینی وبینہم فاقول انہم منی فیقال انک لا تدری ما احدثوا بعدک فاقول سحقاً سحقاً لمن غیر بعدی (صحیح بخاری صفحہ ۹۷۴)

اور جو صحیحین کی حدیث کوثر مین آیا ہے کہ میری امت کے بعضے لوگ حوض کوثر پر میرے پاس آئینگے پھر وہ ہٹائے جائینگے - مین کہونگا - کہ یہ تو میرے لوگ ہین - انکے جواب مین کہا جائیگا تو نہین جانتا انہون نے تیرے پیچھے کیا کچھ نکالا - پھر مین بھی کہونگا دور ہون جنھون نے میرے پیچھے تبدیلی کی -

یہ بھی حبط اعمال مین نص نہین ہے اسمین اول تو مسلمان اہل بدعت کا مراد ہونا متعین و متیقن نہین کیونکہ علما کے اسمین تین قول ہین ایک یہ کہ اسمین مسلمان اہل بدعت مراد ہین دوسرا یہ کہ منافقین مراد ہین - تیسرا یہ کہ اسمین وہ لوگ مراد ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرتد ہوگئے تھے -

امام نووی فرماتے ہین - قاضی عیاض نے کہا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قول

بغض کرتے ہین اور اسکے کسی نیکی کے خیال سے بنظر جزو اول حدیث مذکور اسکو لائق حب نہین سمجھتے - اور اسی بدی بلکہ اس سے بڑھکر برائی کی نظر سے دوسرے شخص سے (جس سے انکی کوئی ذاتی غرض متعلق ہو) بلحاظ جزو دوم حدیث مذکور بغض نہین کرتے -

قال القاضی هذا دلیل لصحة تاویل من تاول انهم اهل الردة ولهذا قال فیهم سحقا سحقا ولا یقول ذلك فی مذنبی الامة بل یشفع لهم ویهتم لامرهم قال وقیل هؤلاء صنفان احدهما عصاة مرتدون عن الاستقامة عن الاسلام وهؤلاء مبدلون الاعمال الصالحة بالسیئة والثانی مرتدون الی الکفر حقیقة ناکصون علی اعقابهم واسم التبدیل یشتمل الصنفین (شرح صحیح مسلم صفحہ ۲۵۲ جلد ۲)

دور ہون دور ہون اس امر کا موید ہے - کہ ان لوگون سے مرتد مراد ہین کیونکہ آنحضرتؐ نے انکے حق مین لفظ دور ہون دور ہون فرمایا ہے یہ لفظ آپ اپنی امت کے گنہگارون کے حق مین نفرمائینگے بلکہ انکے لئے غم کھائینگے - قاضی عیاض نے فرمایا ہے - کہ بعض علما کا یہ قول ہے کہ وہ گروہ دو قسم ہین - ایک گنہگار جو استقامت سے پھر گئے ہون - دوسرے مرتد جو اسلام سے پھر گئے ہون تبدیلی دونون قسم کو شامل ہے

اور قسطلانی نے شرح بخاری مین کہا ہے کہ آنحضرتؐ کا یہ فرمانا کہ دور ہون جنہون نے میرے

(لمن غیر بعدی) ای دینه لانه لا یقول فی العصاة بغیر الکفر سحقا سحقا بل یشفع لهم ویهتم بامرهم کما لا یخفی - (قسطلانی جلد نہم صفحہ ۳۷۵)

بعد تبدیلی کی - اس سے یہ مراد ہے کہ انہون نے دین کو بدل دیا ہے مرتد ہو گئے کیونکہ یہ لفظ دور ہون آپ اپنی امت کے گنہگارون کے حق مین نہ کہینگے - بلکہ انکی شفاعت کرینگے اور انکے حال پر غمناک ہونگے -

اور اگر فرض کرین اور مان لین کہ اس حدیث مین مسلمان اہل بدعت ہی مراد ہین تو بھی اسمین انکے حبط ایمان یا اعمال کا کچھ ذکر نہین ہے ہے تو یہی ہے کہ وہ حوض کوثر سے محروم رہینگے - اور یہ سزا ایسی ہے جسمین تمام گنہگار مسرف ظالم (سنی یا اہلحدیث کیون نہون)

اور اسکی کوئی نہ کوئی نیکی پیش نظر رکھکر بدعت آویز جزو اول حدیث مذکور اس سے للہ محبت کرنیکے مدعی ہوتے ہین - جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ انکی حب و بغض انکی نفسانی اور ذاتی اغراض کی تابع ہے - اور اِس سباب مین انکا حدیث سے تمسک و استدلال غلطی یا مغالطہ دہی ہے -

درحقیقت وہ اس حدیث کی جزو اول یا دوم کے پیرو ہوتے تو اس حب یا بغض مین وہ سبھی اشخاص سے مساوات عمل مین لاتے -

وکذلک الظلمة المسلمون فی الجور والظلم (قسطلانی صفحہ ۷۶۳ جلد ۹)	بھی شامل ہین چنانچہ قسطلانی نے شرح بخاری مین بصفحہ ۷۵۳ ذکر کیا ہے

بعض عوام گروہ اہل حدیث اہل بدعت کے ایمان و اعمال کے باطل و بیکار رہنے پر یہ سنائی دلیل پیش کرتے ہین کہ اس زمانہ کے اہل بدعت مشرک بھی ہوتے ہین - اور شرک بدعت کے علاوہ شرک تقلید انمین ایسا جاری و ساری ہے کہ اس سے کوئی بدعتی نہین بچ سکا اور مشرکین کے اعمال کا باطل و بیکار ہونا صریح نص قرآن سے ثابت ہے -

اِن بیچارون نے بھی اس دلیل مین دھوکا کھایا اور اونکو کسی نے یہ نہین سمجھایا - کہ شرک بھی (کفر کی طرح جسکی تفصیل و تقسیم مضمون کفر و کافر مین بعض نمبر جلد ۱۴ رسالہ ہو چکی ہے) دو قسم ہوتا ہے اِعتقادی جو حقیقی شرک ہے اور عملی جو حکمی شرک ہے یعنی مشرکون کا عمل اور گناہ ہونے مین شرک کی مثل ہو - یہ اُس کا مرتکب مشرک خارج از ملت نہین کہلاتا - اِس کی مثال نماز کو ترک کرنا ہے جسکو خداے تعالےٰ نے قرآن مین مشرکون کا کام ٹھہرایا ہے -

اقیموا الصلوٰة ولا تکونوا من المشرکین سورۂ روم رکوع ۴	

و معہذا کوئی اہل علم تارک الصلوٰة کو مشرک نہین کہتا - گو اُسکے کافر کہنے مین بعض اہل علم کا اختلاف ہے -

چوتھی حدیث سے تمسک کرنے مین ان حضرات سے یہ غلطی ہوئی ہے کہ انہون نے محل تغیر و انکار جسکا
مین حکم ہے اس شخص کو سمجھ لیا ہے جسمین کوئی امر منکر (لائق انکار) پایا جاسے اور اس حد
محل تغیر و انکار اس امر کو ٹھہرایا گیا ہے جو لائق انکار ہے اس حدیث کا لفظی ترجمہ یہہ ہے کہ جو شخ

ومن الناس من يتخذ من دون الله اندادا
يحبونهم كحب الله والذين امنوا اشد حبا
لله (سورۃ البقرۃ رکوع ۲۰)

دوسری مثال محبت خدا کی مثل کسی سے محبت
کرنا جسکو قرآن مین صاف صاف شرک کہا ہے یہ
کوئی ان مسلمانون کو جو اہل سنت اور اہل حدیث ک
بیوی اور بیٹون کے ساتھ خدا سے بڑھکر محبت کرتے ہین بیوی بیٹون کے ناجائز فرمائشون کے مقا
مین حکم خدا اور رسول پر عمل نہین کرتے گو آمین و رفع الیدین پر لڑنے مرنے کو تیار ہو جاتے ہین خار
از ملت نہین کہتا

تیسری مثال بجز خدا کسی کی قسم کہانا جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک بتایا ہے

من حلف لغير الله فقد اشرك (ترمذی ص ۱۹۸)

پہر کوئی غیر خدا کی قسم کہانے والا مشرک خارج ا
از ملت نہین کہلاتا

چوتھی مثال کسی عمل مین ریا کرنا ہے جسکی ادنے مقدار کو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

ان يسير الرياء شرك ( )

شرک ٹھہرایا ہے اور اس سے شاید ہزار مسلمان ایسے
(موحد متبع سنت کیون نہ کہلاتے ہون) ایک بہی بری نہوگا پہر کوئی شخص ریا کار کو مشرک خارج
از ملت نہین ٹہراتا اور نہ ریا سے توبہ کے بعد تجدید نکاح کا حکم دیتا ہے اس قسم کی صدہا مثالی
ہین جنکی تفصیل مین بہت تطویل ہے

امام ابو عیسی ترمذی نے قسم غیر اللہ کی شرک ہونے کی حدیث نقل کرکے فرمایا ہے کہ اس

تفسير هذا الحديث عند بعض اهل
العلم ان قوله فقد كفر او اشرك على
التغليظ والحجة في ذلك حديث ابن عمر

حدیث کی تفسیر مین بعض اہل علم نے کہا ہے کہ قسم غیر
خدا کو شرک و کفر کہنا بطور تغلیظ (تشدید) ہے یعنی
ان حضرت نے اس فعل سے سختی کے ساتھ روکنے

امر لائق انکار دیکہے وہ اس امر کو ہاتہہ سے ہٹا دے یہہ طاقت نہو تو زبان سے یہہ طاقت نہو دل سے اس امر کو برا سمجہے۔

ان حضرات نے اس امر کی جگہ اس شخص کو دہر لیا ہے اور تینون درجہ تغییر و انکار کا اسکو نشانہ

عن ابن عمر ان النبي صلى الله عليه وسلم سمع عمر يقول وابي وابي فقال الا ان الله ينهاكم ان تحلفوا بآبائكم وحديث ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال من قال في حلفه واللات والعزى فليقل لا اله الا الله هذا مثل ما روي عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال الرياء شرك وقد فسر بعض اهل العلم هذه الآية فمن كان يرجو لقاء ربه فليعمل عملا صالحا الآية قال لا يرائي

(جامع ترمذی ص ۱۹۶)

کے لیئے یہ حکم فرمایا ہے حقیقۃً یہ قسم کفر و شرک نہین ہے اسپر دلیل یہ حدیث ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت عمرؓ کو اپنے باپ کی قسم کہاتے ہوئے سنا تو انکو اس قسم سے منع کر دیا (یعنی انکو مشرک قرار دیکر تجدید نکاح و ایمان کا حکم نہ دیا) اور یہہ حدیث کہ جو لات اور عزے کی قسم کہائے وہ پہر لا اله الا الله کہے جسمین لفظاً کفر کا لفظی تدارک بتایا اور حکم کفر کو جاری نہ فرمایا) اس کی مثال ہے آنحضرتؐ کا یہہ ارشاد ہی جسکو بعض اہل علم نے خدا تعالی کے اس قول سے کہ جو شخص خدا سے ملنے کی امید رکہے وہ اچہے عمل کرے اور خدا کی عبادت مین کسیکو شریک نہ کرے مراد ٹہرایا

اور اسکی تفسیر مین کہا ہے کہ وہ شرک نہ کرے (یعنی معہذا کوئی مسلمان ریاکار کو مشرک خارج از ملت نہین ٹہرایا)

ناقل (خاکسار ایڈیٹر) کہتا ہے ممنوع و گناہ اور عملی و حکمی شرک بہی وہ قسم ہے جو ارادۃً ہو اور اس مین غیر خدا کی (جسکی قسم کہائی جائے) تعظیم مدنظر ہو۔

اور اگر یہہ قسم بلا ارادہ محض عادۃً کسیکے منہ سے نکلجائے تو یہہ گناہ اور حکمی شرک نہین ہے۔ ایسی قسم عادۃً و بے ارادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے بہی نکل گئی ہے جسکو کوئی گناہ اور شرک عملی نہین کہہ سکتا۔

جاء رجل الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله اي الصدقة اعظم اجرا فقال اما وابيك لتنبأنه ان تصدق وانت صحيح شحيح (صحیح مسلم ص ۳۲۲)

صحیح مسلم مین حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے افضل صدقہ کا سوال کیا آپنے اس کے باپ کی قسم کہا کر جواب دیا کہ افضل صدقہ یہ ہے

ٹھیرا لیا ہے ۔ اور یہہ خیال نہین فرمایا کہ اس حدیث مین اس شخص کا (جسکو تم یا ہم سمجھتا ہم اس حدیث سے نکال لیتے ہین) کہان ذکر ہے ۔ اور اگر لفظ منکر سے وہ شخص مراد ہو سکتا ہے تو پھر ہاتھ سے اُسکی تغیر و تبدیل (جو اول درجہ ایمان ہے) کیونکر ممکن ہے ۔

جسکو تو حالت صحت و حاجت مین خیرات کرے ۔

اس حدیث کی شرح مین امام نووی نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

> قد یقال حلف بابیہ وقد نہی عن الحلف بغیر اللہ وعن الحلف بالآباء والجواب ان النہی عن الیمین بغیر اللہ لمن تعمدہ وہذہ اللفظۃ الواقعۃ فی حدیث تجری علی اللسان من غیر تعمد فلا تکون یمینا ولا منہیا عنہا (شرح صحیح مسلم ص ۲۲ جلد ۱)

اُسکے باپ کی قسم کہائی اور غیر اللہ اور باپون کی قسم سے ممانعت بہی آچکی ہے اسکا جواب یہ ہے کہ ممنوع وہ قسم ہے جو ارادہ سے ہو اور یہ لفظ بلا ارادہ زبان پر وارد ہوا ہے لہذا یہ قسم نہین ہے اور نہ ممنوع ہے ۔

ان احادیث اور انکی شروح کی عبارت ہمارے وہ عامی بہائی اہل حدیث (جو اس زمانہ کے مسلمین کو تقلید وغیرہ شرکیات عملیہ کے سبب مشرک بہی جانتے ہین) غور سے پڑہین یا کسی سے پڑہوا کر سنین ان احادیث سے صاف ثابت ہے کہ شرک دو قسم ہے اعتقادی جو حقیقۃً شرک ہے اور عملی جو حکماً شرک ہے اور ملت اسلام سے خروج اور حبط اعمال صرف قسم اول کا لازمہ ہے نہ قسم دوم کا ۔ اسی قسم (دوم) شرک سے اکثر اہل حدیث زمانہ حال کے شرکیات ہین اور خاص کر تقلید بمقابلہ نصوص (جسکو ہمارے اور اکثر سلف و خلف کی تالیفات مین شرک سے تعبیر کیا گیا ہے) بہی اسی قسم کا شرک ہے* یہہ کوئی نہین کہہ سکتا اور نہ اسپر کوئی دلیل پیش کر سکتا ہے کہ جو لوگ نص کے مقابلہ مین ائمہ کی تقلید کرتے ہین وہ مشرک خارج از ملت ہین ۔

بالجملہ ایسی کوئی دلیل (آیۃ قرآنی یا حدیث نبوی) نہین ہے جس سے یہ امر ثابت ہو کہ اہل حدیث کا

---

* اسی قسم کا شرک بہی وہی تقلید بمعرض نصوص ہے جسمین نص کی صحت مقلد کو ثابت ہو اور جہت ظاہری

شاید اُنکی اس غلط فہمی کا منشا یہہ ہو کہ جب کسی شخص مین کوئی امر منکر پایا گیا تو اس امر کے سبب وہ خود منکر (لائق انکار) ہو گیا۔ کیونکہ قیام مبدء عمل مشتق کا موجب ہوتا ہے گو اس حیثیت سے لفظ منکر سے وہ شخص مراد نہو۔

(اعتقادی بدعتی ہون خواہ عملی) ایمان و اسلام وغیرہ اعمال و حسنات سبھی حبط ہو جاتے ہین۔ اور عقیدہ یا عمل بدعت کے ساتھہ کوئی عمل مقبول نہین ہے۔

لہذا مولانا مرحوم کی کلام کا وہی مطلب ہے جو ہم بیان کر چکے ہین کہ اسمین خاصکر عمل مبتدع کا حبط ہونا مراد ہے نہ جملہ اعمال و حسنات کا حبط ہونا۔ اس نوٹ کو پڑھکر امید ہے ہمارے منصف مزاج عیسیٰ بھائی اہل حدیث اپنے زمانہ کے مرتکبین بدعات کی تکفیر سے باز آئینگے جسکا نتیجہ انشاء اللہ تعالیٰ یہہ نکلیگا کہ وہ بھی اُنکو وہابی کہنے اور کافر و مرتد بنانے سے باز آئین۔ اس نوٹ سے یہی امر مقصود ہے اور جس مین خاصکر اپنے بھائیون کی صیانت و حمایت منظور ہے۔ آج کل جسقدر ان بیچارون پر تشدد و ظلم ہو رہا ہے کہ وہ عام اہل اسلام کی مسجدون سے نکالے جاتے ہین اور انہین اپنے شعار مذہبی ادا کرنے کے مجاز نہین ہوتے اور بہت جگہ وہ ان افعال کے سبب مار بھی کھاتے ہین۔ یہہ اسی باہمی تکفیر کا نتیجہ ہے۔ یہہ تکفیر بیچ دور ہو جاوے تو یہہ سب تشددات و مظالم بھی موقوف یا کم ہو جاوین۔

يَا لَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُونَ

معلوم و متیقن ہون۔ پھر وہ ہٹ دہرمی سے تقلید پر اڑ رہے اور حدیث پر عمل نکرے۔ نہ وہ تقلید بمقابلہ نصوص جنمین نص کی صحت مین مقلد کو اشتباہ ہو یا اس کے ظاہری معنے مین اشتبہ ہو یا وہ اسمین نسخ یا دلیل کا اعتقاد رکھتا ہو اس قسم کی تقلید بمقابلہ نصوص صحابہ و تابعین مین بھی پائی گئی ہے جسکو کوئی مسلمان شرک نہین کہہ سکتا۔ اس اجمال کی تفصیل حجۃ اللہ البالغہ مین صفحہ ۱۴۷ - ۱۵۹ - ۱۶۲ وغیرہ اور ضمیمہ اشاعۃ السنہ جلد اول کے صفحہ ۵۲ و ۵۳ و نہایت ۵۸ سے صفحہ ۶۲ و صفحہ ۷۳ و ۷۴ و ۸۰ لغایت ۸۲ وغیرہ مین ہے۔ (نوٹ بر نوٹ)

اسمین بھی ان حضرات نے غلطی کھائی اور اس امر کی طرف توجہ نہین فرمائی کہ جس شخص مین کوئی امر منکر (لائق انکار) پایا جاتا ہے اسمین بہت سے امور معروف (جنکا شرع پسند کرتی ہے) بھی پائے جاتے ہین - پھر کوئی وجہ نہین کہ اس ایک امر منکر کی نظر اس شخص کو منکر (برا) سمجھین اور ان بہت سی امور معروفہ کی نظر سے اسکو معروف (پسندیدہ) خیال نکرین - یہہ ترجیح مرجوح ہو جو شرعاً وعرفاً وعقلاً جائز نہین -

تشریح وتمثیل

ہمارے اس تقریر کو شاید عوام ناظرین نہ سمجھین انکی خاطر سے ہم ایک مثال دیکر اسکو تشریح کرتے ہین -

ایک شخص مسلمان ہے پانچون وقت نماز پڑھتا ہے روزہ رکھتا ہے زکوۃ دیتا ہے حج کعبہ کرتا ہے - اُسنے اپنے بیٹے کی شادی مین کوئی بدعت یا گناہ کی رسم کی - اُس سے ہمارے دیندار بھائی اس ایک بدعت یا رسم بد کی نظر سے کلی بغض اختیار کرلتے ہین اور اسکی کسی نیکی نماز روزہ حج زکوۃ کی نظر سے اسکو محبت کی لائق نہین سمجھے - اور سمجھ پر اس حدیث سے متمسک ہوکر کہتے ہین کہ اس حدیث مین ایسے شخص سے دلی بغض رکھنے کا حکم ہے اگر ہاتھ یا زبان سے اسکو روکنے کی طاقت نہو اور وہ سمجھتے ہین کہ جب اُس نے امر منکر بدعت یا گناہ کا ارتکاب کیا تو وہ بذاتہ خود بغض وانکار کی لائق ہوگیا -

اسمین ایک غلطی ان حضرات سے یہہ ہوئی ہے کہ حدیث مین اس فعل بد پر تغیر وانکار متوجہ کرنیکا حکم تھا اُنھون نے اس شخص پر جسمین وہ فعل پایا جاتا ہے تغیر وانکار متوجہ فرمایا اور اس شخص سے بغض اختیار کیا -

دوسری غلطی یہہ ہے کہ اس شخص کو ایک بدعت یا گناہ کی نظر سے بد قرار دیا - اسکی اور حسنات وقربات اسلام نماز روزہ حج زکوۃ کا لحاظ فرماکر اسکو نیک کردار مومن نہ سمجھا - اور ان سب نصوص آیات واحادیث کو جنمین مومنون نمازیون حاجیون وغیرہ اہل خیرات

سے حب کا ارشاد ہے پس پشت ڈالدیا -

اور اس حدیث مین نہ یہہ تصریح ہے نہ اُس سے مفہوم و مستنبط ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی امر منکر کا مرتکب ہو تو اسکی ذات اور شخص سے بغض و تغییر و انکار اختیار کرین اور اس بدی (بدعت یا رسم بد) کے مقابلہ مین اسکی کوئی نیکی حساب مین نہ لاوین - اور نہ اس نیکی کے سبب اس سے محبت کرین - بلکہ اُس حدیث سے بانضمام دوسری آیات و احادیث صاف ثابت ہے کہ صرف اُس امر بد کو بُرا سمجھین نہ اُس شخص کو جسمین وہ امر بد پایا جائے اُس سے بغض یا بُرائی کی نظر کرین تو اسیقدر جسقدر بغض و برائی اس کام مین پائی جاتی ہے اُس کے سوا جسقدر حسنات و خیرات اس شخص مین پائی جاتی ہین انکی نظر سے اس شخص کو اچھا سمجھین اور بقدر ان حسنات و خیرات کے اس سے محبت رکھین -

اس حدیث کے خاتمہ پر جو ارشاد ہوا ہے کہ دل سے بدی کو بُرا جاننا ایمان کا ادنیٰ درجہ ہے اسکے بعد یا اسکے سوا رائی برابر ایمان نہین رہتا اسکا مطلب سمجھنے مین ہمارے بعض اہل حدیث بھائیون نے (جو رات دن قرآن و حدیث کی الفاظ خوانی و اوراق گردانی مین لگے رہتے ہین) ایک اور غلطی کھائی - اسکو ہم اس مقام مین اس غرض سے بیان کرتے ہین کہ انکے معتقدین انکے اس فہم و علم پر انکے بغض و تہاجر کا (جسمین وہ سب مسلمانون سے پیش قدم ہین) قیاس کرین - اور انکی تقلید سے بچین - وہ یہہ سمجھتے ہین کہ اس کلام مین آنحضرتؐ نے بدی کو صرف دل سے بُرا جاننے والے اشخاص کو ضعف الایمان کہا اور فاسق ٹھہرایا ہے جسکے بعد بجز کافر ہونے کے اور کوئی درجہ نہین ہے - اور اس خیال سے وہ باوجود عدم استطاعت دستی و زبانی کے بدی کو صرف دل سے بُرا جاننے ہی پر اکتفا نہین کرتے جسم و زبان کو بھی اس مین جاری و شامل رکھتے ہین اور یہہ انکی کھُلم کھلی غلطی ہے اس کلام مین کسی شخص کو اضعف الایمان یا فاسق نہین کہا بلکہ درصورت عدم استطاعت دستی و زبانی دلی انکار

وکراہت کو ایمان کا ادنیٰ درجہ ٹھہرایا ہے جو عین طاعت ہے نہ فسق و معصیت۔ اور اسی طاعت کے پائے نہ جانے پر رائی برابر ایمان نہ ہونے کا ڈر سنایا ہے۔ اور اس کلام کے جملہ وَذٰلِكَ اَضعَفُ الاِیمَانِ" میں لفظ "ذٰلِكَ" کا اشارہ دلی تغییر و انکار کی طرف ہے نہ کسی شخص کی جانب۔ اور لفظ اَضعَفُ الاِیمَان" سے ایمان کا ادنیٰ درجہ مراد ہے جو عین طاعت ہے نہ کوئی شخص جسکا ایمان اسکے گناہ فسق کے سبب ضعیف ہوگیا ہو۔

افسوس اس فہم پر وہ لوگ اپنے آپ کو دوسرون کی ہدایت یا مشورت سے مستغنی سمجھتے ہین اور اُنکے اتباع بھی انکو بذات خود ہادی و مہدی خیال کرتے ہین۔ اور انکے منفردہ خیالات و مقالات کی تائید و تسلیم نہین چھوڑتے۔

۲ آثار صحابہ و تابعین سے تمسک کرنے مین بھی ان حضرات سے وہی غلطی ہوئی ہے جو احادیث نبویہ سے تمسک کرنے مین ہوئی ہے جسکی تفصیل نمبر ۱۲ جلد ۸ مین صفحہ ۵۰۲ سے ۴۲۴ تک اور اس نمبر مین بصفحہ (۸۰) وغیرہ ہو چکی ہے اسکی مختصر تقریر ان آثار کے متعلق یون ہوسکتی ہے کہ صحابہ و تابعین نے بعض امور منکرہ کے سبب ان امور کے مرتکبین اہل اسلام سے صرف ظاہری ترک کلامی کی ہر سہ دلی بغض کلی۔ اُنکے دلون مین انکا ایسا بغض نہ تھا کہ وہ ان امور کے سبب انکو حب لیلد کی لائق ہی نہ سمجھتے۔ اور اُنسے سلام و کلام جائز نہ جانتے اور ان امور کے مقابلہ مین انکی کسی نیکی ایمان و اسلام و نماز روزہ وغیرہ کو لائق حب و اعتبار و شمار نہ جانتے انکو محض باطل و بیکار سمجھتے۔ اُنکے دلون مین بغض تھا تو اسی امر کا تھا جسکو وہ بُرا جانتے تھے اور اوسیقدر جسقدر اس امر مین بُرائی پائی جاتی تھی نہ ان لوگون کی ذات و شخصیت سے اور نہ اسقدر جسقدر ایک کافر خارج از ملت فاقد جمیع حسنات و خیرات کا بغض انکے دلون مین ہوتا تھا۔ وہ جیسے اُن لوگون سے

بنظر کسی فعل یا اعتقاد بد کے بغض رکھتے اور اُنکو بُرا جانتے۔ ویسی ہی ان لوگون سے بنظر اُنکے ایمان و اسلام وغیرہ حسنات و خیرات کی لِلّٰہ محبت رکھتے اور اُنکو اچھا جانتے۔ گو اس محبت اور حسن اعتقادی کا اظہار وہ اس مصلحت و دوراندیشی سے نکرتے کہ اُن لوگون یا اُنکے ملنے والون کو ترک کلامی سے عبرت و ہدایت و خوف پیدا ہو اور وہ امر منکر کو ترک کر دین۔ اس نظر سے انکی مہاجرت و ترک کلامی عین محبت تھی نہ عداوت۔

علاوہ برین ان سبہی آثار کی نسبت یہہ بات بھی کہی جا سکتی ہے۔ کہ صحابہ و تابعین کے ان خشمناک افعال مین مقتضاء بشریت و خطاء اجتہادی کا بھی دخل تھا۔ لہذا یہ افعال لائق تمسک و اقتدا نہین ہین۔

کون مسلمان اہل علم البشر طیکہ کچھ فہم بھی رکھتا ہو محض لم یجیبہ نہو یہہ کہہ سکتا ہے کہ حضرت عائشہؓ کا ابن زبیر سے صرف اس امر پر کہ انھون نے انکے بیجا تصرفات و مالی اختیارات کو بند کرنا چاہا تھا۔ ترک کلامی کرنا بشریت و نفسانیت سے خالی تھا۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت عائشہؓ کے اس فعل مہاجرت کی نسبت حضرت ابن الزبیرؓ نے فرمایا تھا کہ یہہ فعل حلال نہین ہے۔ اور حضرت عائشہؓ نے خود بھی اس فعل سے رجوع کیا اور قسم کا کفارہ دیا تھا۔

چنانچہ صحیح بخاری میں اسی حدیث منقول سابق کے اخیر مین ہے۔ حضرت

فقالت لا واللّٰہ لا اشفع فیہ ابدًا ولا اتحنث الی نذری فلما طال ذلك علی ابن الزبیر کلم المسور بن مخرمۃ و عبد الرحمن بن الاسود بن عبد یغوث وھما من بنی زھرۃ وقال لھما انشدکما	عائشہؓ نے کہا تھا میں ابن الزبیر کے حق مین کسیکی سفارش نہ مانونگی۔ اور اپنی قسم کو نہ توڑونگی۔ جب اس امر نے طول کھینچا تو حضرت ابن الزبیرؓ نے مسور بن مخرمہ اور عبد الرحمن بن اسود سے جو بنی زہرہ قبیلے سے تھے کہا

* [illegible]

لما ادخلتماني على عائشة فانها لا يحل لها
ان تنذر قطيعتي فاقبل به المسور و
عبد الرحمن مشتملين بارديتهما حتى استأذنا
على عائشةؓ فقالا السلام عليك ورحمة
الله وبركاته اندخل قالت عائشةؓ
ادخلوا قالوا كلنا قالت نعم ادخلوا
كلكم ولا تعلم ان معهما ابن الزبير فلما
دخلوا دخل ابن الزبير الحجاب فاعتنق
عائشةؓ وطفق يناشدها ويبكي وطفق
المسور وعبد الرحمن يناشدانها الا ما
كلمته وقبلت منه ويقولان ان النبي
صلى الله عليه وسلم نهى عما قد علمت من
الهجرة فانه لا يحل لمسلم ان يهجر اخاه
فوق ثلث ليال فلما اكثروا على عائشةؓ
من التذكرة والتحريج طفقت تذكرهما
وتبكي وتقول اني نذرت والنذر شديد
فلم يزالا بها حتى كلمت ابن الزبير و
اعتقت في نذرها ذلك اربعين رقبة
وكانت تذكر نذرها بعد ذلك فتبكي
حتى تبل دموعها خمارها

(صحیح بخاری ص ۸۹۷ جلد ۲)

میں تمسے خدا کا نام لیکر سائل ہوں کہ
حضرت عائشہؓ کے پاس پہنچا دو کیونکہ انکو
قطع رحمی پر قسم کھانا حلال نہیں ہے یہ سنو
عبدالرحمن حضرت عائشہؓ کے گھر پہنچے ا
سلام اجازت کے خواستگار ہوئے حضر
عائشہؓ نے گھر میں آنیکا اذن دیا۔ تو وہ
کیا ہم سبھی آجائیں۔ حضرتؓ نے کہہ دیا کہ ہا
سبھی آجائیں۔ اور آپکو یہہ علم نہ تھا کہ ابن
بھی انکے ساتھ میں۔ جب وہ سب آپ
گھر میں داخل ہوئے۔ تو حضرت ابن الز
حضرت عائشہؓ کے (جو انکی حقیقی خالہ تھیں
پاس پردہ میں داخل ہوئے۔ اور انکو
سے لگا کر رونے لگے۔ اور اللہ معافی قصور
سائل ہوئے۔ اور مسور اور عبدالرحمن سفارش
ہوئے۔ اور یہہ کہتے رہے۔ کہ کیا آپکو (اے
ام المؤمنین) یہہ معلوم نہیں ہے کہ آنحضرت
مہاجرت سے منع کیا۔ اور یہہ فرمایا ہے کہ کسی
مسلمان کو حلال نہیں ہے۔ کہ تین شب سے اوپر
بھائی سے ترک کلامی کرے۔ جب انہوں نے
اس باب میں بہت کچھ کہا۔ تو حضرت عائشہؓ نے
اپنی نذر (قسم) کا عذر کیا۔ وہ اسی بات پر مصر

یہانتک کہ حضرت عائشہؓ حضرت ابن الزبیرؓ سے بول پڑین - اور اپنی قسم کے بدلے چالیس غلام کی گردمین آزاد کین - اس کفارہ پر بھی جب وہ اپنی قسم کو یاد کرتین - روتی تھین یہانتک کہ اونکی اوڑہنی آنسوؤں سے بھیگ جاتی"۔

اسی قسم کی گفتگو بقیہ آثار مین ہوسکتی ہے مگر خوف تطویل اسکی تفصیل کی اجازت نہین دیتا۔

اب ہم اپنے بیان کے (جہان حضرات کی تغلیط مین ہوا ہے) تائید کے مقام مین کھڑے ہوتے ہین - اور آیات و احادیث و آثار متمسک بہا ان حضرات کے مقابلہ مین ان آیات و احادیث و آثار کو پیش کرتے ہین جنمین عموماً اہل اسلام سے (اہل فسق و معاصی کیون نہون) ترحم و محبت کرنے اور رفق و عفو و ملاطفت سے پیش آنے کا حکم - اور انکے گناہ کے ساتھ انکے ایمان و اسلام کے باقی رہنے کا ثبوت ہے۔

(مقام تائید بیان اغلاط حضرات مجوزین تباغض اہل اسلام)

ہمارے بیان کے موید بہت سی آیات و احادیث و آثار موجود مین - ازانجملہ چند آیات و احادیث و آثار کی نقل پر اکتفا کیا جاتا ہے -

(۱) خدا تعالے نے سورہ نور مین فرمایا ہے - اہل فضل و وسعت اپنے قرابتون

ولا یاتل اولوا الفضل منکم والسعۃ ان یؤتوا اولی القربی والمسکین والمہاجرین فی سبیل اللہ ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم (رکوع ۳)	اور مسکینون اور مہاجرون کو خرچ دینے پر قسم نہ کھائین - بلکہ اُن کی تقصیر معاف کرین - کیا وہ یہہ نہین چاہتے کہ اللہ انکو معاف کرے۔

یہہ آیت مسطح کے حق مین نازل ہوئی جبکہ وہ حضرت عائشہؓ پر تہمت مین شریک ہوا اور حضرت ابوبکرؓ نے اس گناہ کے بدلے اسکا خرچ بند کرنا چاہا تھا - جس سے

ثابت ہوتا ہے کہ گناہ سے ایمان اور ایمانی حقوق احسان وغیرہ کا ابطال نہین ہوتا۔

(۴) خدا تعالے نے سورۂ ممتحنہ مین حاطب بن ابی بلتعہ کو مومن کہا اور بلفظ یا ایہا الذین آمنوا مخاطب فرمایا باوجودیکہ اس سے ایسا بڑا گناہ ہوا تھا* جو کعب بن مالک کے گناہ سے جو پچاس دن تک معاف نہوا تھا کچھ کم نہ تھا۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ کفر و شرک سے کمتر گناہ کے سبب مومن کا ایمان باطل و بیکار نہین ہوتا۔ اور وہ ان حقوق عفو و مودت و ترحم کا جو اہل ایمان کے حقوق ہین مستحق رہتا ہے۔

حضرت عمرؓ نے حاطب کو ایمان سے خارج کر کے قتل کرنا چاہا۔ تو آنحضرتؐ نے انکو روک دیا اور انکا ایک وصف اسلامی (جنگ بدر مین حاضر ہونا) یاد فرما کر انکو معاف کیا۔

شاید کوئی جلد باز آنحضرتؐ کے حاطب کو بدری کہنے سے یہہ بات نکالے کہ یہہ معافی بدری ہونے کی وجہ سے تھی اور اسی سے خصوصیت رکھتی تھی وہ بدری نہوتا تو ضرور اسکو آنحضرتؐ اسلام سے خارج کر دیتے۔

اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ معافی صرف جنگ بدر مین حاضر ہونیکی وجہ سے ہوتی تو مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ بھی (جو جنگ تبوک سے پیچھے رہگئے اور پچاس دن تک آنحضرتؐ کے زیر عتاب رہنے مین کعب بن مالک کے شریک تھے) اس معافی کے مستحق ہوتے۔ کیونکہ وہ دونو بھی بدری تھے۔ چنانچہ صحیح بخاری مین بصفحہ (۵۶۳) اسپر تصریح موجود ہے۔

انہ دونوں کا باوجود بدری ہونے کے جرم تخلف کے سبب پچاس دن تک زیر عتاب

* حاطب بن ابی بلتعہ او کعب بن مالک دونو کا مفصل قصہ اشاعة السنہ نمبر ۱۲ جلد ۸ مین صفحہ ۳۶۳ و ۳۵۹ مین بیان ہو چکا ہے۔

اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ واتقوا اللہ ان اللہ تواب رحیم (حجرات)	کو عیب نہ لگاؤ اور انکے برے نام نہ رکھو ای کے بعد فاسق ہونا (یعنی کسیکو برا کہنا) برا نا ہے - جو توبہ نکرین وہی بے انصاف ہین - ایا بہت گمان کرنیسے بچتے رہو بعض گمان گنا ہے کسی کے عیب نہ ٹٹولو - اور کسی کو پیٹھ پیچھے

نکو بھلا لگتا ہے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا خوش لگتا ہے تمھین تو وہ خوش نہ
خدا سے ڈرتے رہو وہ معاف کرنیوالا مہربان ہے !!

ان آیات مین قتل مومن کے مرتکبین (جو بڑا بھاری گناہ ہے جسکو کفر بھی کہا گ
(دیکھو صحیح بخاری صفحہ ۹ جلد ۱) خدا نے مومن کہا اور اس گناہ کے ساتھ انکو ایمان سے خار
نہین فرمایا - بلکہ اسکے لئے ایمانی حقوق اخوت مصالحت وغیرہ کا اثبات فرمایا او
مومنون کو صاف حکم فرمادیا کہ وہ اہل قتال تمہارے بھائی ہین تم انہین ملاپ کرا
جسمین یہ حکم بھی پایا جاتا ہے کہ تم خود ان سے علیحدگی اختیار نکرو - اسلئے کہ جو شخ
خود کسی سے علیحدگی و ترک کلامی اختیار کرتا ہے وہ اسکو دوسرے سے کیونکر ملا سک
ہے - اور انہین مومنون کی عیب گیری کرنا اور ان عیوب کے سبب ان سے ٹھ
کرنا اور انکے برے نام فاسق وغیرہ رکھنا اور انپر برے گمان کرنا اور انکو
بدگوئی کرنا (جو باہمی بغض و تہاجر کے لوازم ہین اور ساتھ ان تجربہ مشاہدہ میں
آئے ہین) صاف حرام کردیا ہے - لہذا یہہ آیت اس باب مین نص ہے کہ گنا
سے ایمان اور ایمانی حقوق میل جول حسن ظنی وغیرہ باطل نہین ہوتے ۔

(۴) خدا تعالے نے سورۃ الفتح مین فرمایا ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ والے

والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم (سورۃ الفتح ع ۴)	آپس مین ترس کھانے والے ہین (یعنی ان کو ایسا ہی ہونا چاہیئے)

(باقی نمبر ۴ صفحہ ۱)

اطلاع - ان مضمون میں چار صفحے کی کمی ہے ... صفحہ ... کا

رہنا اور حاطب بن ابی بلتعہ کا اس سے بڑھکر جرم (جاسوسی) پر بمجرد عذر آوری محل
عفو ہوجانا صاف بتاتا ہے کہ یہہ معافی شہود بدر کا خاصہ نہ تہا - ایمان اور ایمان کا ہر
ایک وصف کمال اس معافی کا سبب ہونے لائق تھا - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے موقع و مصلحت وقت کا لحاظ فرما کر جس شخص کی جس وصف کا لحاظ مناسب سمجھا کیا
جسکے لحاظ کرنے مین توقف مناسب سمجھا توقف فرمایا -

بہر حال انہین سے کسی ایک گناہ (جاسوسی یا تخلف غزوہ تبوک) سے اُسکے ایمان وغیرہ
اوصاف کمال کو خدا تعالی اور اسکے رسول نے ناقابل لحاظ نہین ٹھرایا -

(۴) اور سورۂ حجرات مین خدا تعالے نے فرمایا ہے مومنون کے دو فرقے آپسمین

وان طائفتن من المؤمنين اقتتلوا فاصلحوا بينهما فان بغت احدٰهما على الاخرى فقاتلوا التي تبغي حتى تفيء الى امر الله فان فاءت فاصلحوا بينهما بالعدل واقسطوا ان الله يحب المقسطين انما المؤمنون اخوة فاصلحوا بين اخويكم واتقوا الله لعلكم ترحمون يايها الذين امنوا لا يسخر قوم من قوم عسى ان يكونوا خيرا منهم ولا نساء من نساء عسى ان يكن خيرا منهن ولا تلمزوا انفسكم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الايمان ومن لم يتب فاولئك هم الظلمون يايها الذين امنوا

لڑین تو تم انہین صلح کراؤ - پہر بہی ایک دوسرے پر بغاوت کرے تو تم باغی فرقہ سے لڑو جب تک وہ خدا کے حکم (صلح) کی طرف رجوع نکرے - وہ رجوع بصلح کرے تو پہر تم اُنہین عدل و انصاف سے صلح کراؤ - خدا کو انصاف والے بہاتے ہین مسلمان جو ہین سو بہائی ہین سو آپسمین ملادو اپنے دو بہائیون کو - اور خدا سے ڈرو اس خیال سے کہ شاید تُمپر رحم ہو - ایمان والو کوئی کسی سے مسخری نکرے اور یہہ سمجہے کہ شاید وہی اس سے بہتر ہو - اور نہ کوئی عورت کسی عورت سے مسخری کرے شاید وہ اس سے بہتر ہو - تم اپنی جانون (یعنی بہائیون)